البیان

جاوید احمد غامدی

الکہف ۔ مریم

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

یہ دونوں سورتیں اپنے مضمون کے لحاظ سے توام ہیں۔ دونوں کا موضوع انذار و بشارت ہے جو پچھلی سورتوں سے چلا آ رہا ہے۔

پہلی سورہ ـــــ الکہف ـــــ میں اِس کے حقائق اُن واقعات سے مبرہن کیے گئے ہیں جن کے بارے میں قریش مکہ نے اہل کتاب، بالخصوص نصاریٰ کے القا کیے ہوئے سوالات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتحان کی غرض سے آپ کے سامنے پیش کیے ہیں۔

دوسری سورہ ـــــ مریم ـــــ میں اِن القا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے خود اِن کے دین کی حقیقت پوری طرح واضح کر دی ہے تاکہ قریش کو متنبہ کیا جائے کہ جن کی اپنی کوئی بنیاد نہیں ہے، اگر اُن کی شہ پر خدا کے پیغمبر کی ناقدری کرو گے تو اندازہ کر لو کہ کتنی بڑی نعمت سے اپنے آپ کو محروم کر لو گے۔

دونوں سورتوں میں خطاب قریش سے ہے اور اِن کے مضمون سے واضح ہے کہ ام القریٰ مکہ میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے مرحلۂ اتمام حجت میں اُس وقت نازل ہوئی ہیں، جب ہجرت کا مرحلہ قریب آ گیا ہے۔

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الکهف

(۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِهِ الۡكِتٰبَ وَلَمۡ يَجۡعَلۡ لَّهٗ عِوَجًا ﴿۱﴾ قَيِّمًا
لِّيُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِيۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡهُ وَيُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ

۱

اللہ کے نام سے جو سراسر رحمت ہے، جس کی شفقت ابدی ہے۔

شکر اللہ ہی کے لیے ہے[۱] جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب اتاری اور اِس میں کوئی کج پیچ نہیں رکھا ہے[۲]۔ ہر لحاظ سے ٹھیک اور سیدھی تاکہ (جھٹلانے والوں کو)[۳] وہ اُس کی طرف سے ایک سخت عذاب سے آگاہ کر دے اور ایمان لانے والوں کو، جو نیک عمل کر رہے ہیں، خوش خبری سنا دے کہ

۱؎ یعنی اُسی کے لیے ہونا چاہیے۔ یہ کسی کے حق واجب کو اقرار و اعتراف کی زبان میں بیان کرنے کا اسلوب ہے اور قرآن میں جگہ جگہ اختیار کیا گیا ہے۔

۲؎ مطلب یہ ہے کہ لفظ و معنی کے اعتبار سے اِس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آسکے اور نہ اِس کی رہنمائی میں صراط مستقیم سے کوئی ادنیٰ انحراف ہے کہ کوئی سلیم الفطرت انسان اُس کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔

۳؎ یہ الفاظ اصل میں محذوف ہیں، اِس لیے کہ آگے 'مُؤۡمِنِيۡن' کا لفظ موجود ہے جو اِن پر دلالت کر رہا ہے۔

اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مّٰاکِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾
مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا
كَذِبًا ﴿۵﴾

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴿۶﴾
اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴿۷﴾ وَاِنَّا

اُن کے لیے بہت اچھا اجر ہے۔ وہ اُس میں[۴] ہمیشہ رہیں گے۔ اُن لوگوں کو آگاہ کردے جو کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد بنا رکھی ہے[۵]۔ اُنھیں اِس بات کا کوئی علم نہیں ہے، اُن کے باپ دادا کو بھی نہیں تھا۔ بڑی ہی سنگین بات ہے جو اُن کے مونھوں سے نکل رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ محض جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ ۱-۵

پھر اگر وہ اِس بات پر ایمان نہ لائے تو شاید تم اُن کے پیچھے اپنے آپ کو غم سے ہلاک کر ڈالو گے[۶]۔ زمین پر جو کچھ ہے، اُس کو ہم نے زمین کی زینت بنایا ہے، اِس لیے کہ ہم لوگوں کا امتحان کریں کہ اُن میں کون اچھا عمل کرنے والا ہے۔ (وہ اِسی زینت پر ریجھے ہوئے ہیں[۷]، دراں حالیکہ) ہم اُن

۴؎ آیت میں 'فِيْهِ' کی ضمیر نتیجۂ اجر کے لیے ہے، یعنی بہشت بریں جو اچھے اجر کا ثمرہ اور نتیجہ ہوگا۔

۵؎ یہ عام کے بعد خاص کا ذکر ہے اور اِس میں مشرکین عرب اور نصاریٰ، دونوں شامل ہیں، اِس لیے کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنائے ہوئے تھے۔

۶؎ یہ نہایت دل نواز انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ یہ اگر ایمان نہیں لا رہے ہیں تو اِس کا سبب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ سے فرض دعوت کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے۔ آپ تو اِس کے لیے اپنے آپ کو رنج و غم میں گھلائے دے رہے ہیں، جبکہ آپ کا کام صرف انذار و بشارت ہے اور اُس کا حق آپ نے ادا کر دیا ہے۔ اُس سے آگے آپ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے فرض دعوت کے ادا کرنے کا احساس کس قدر شدید تھا۔

۷؎ ایمان نہ لانے کا اصل سبب کیا ہے؟ یہ اُس سے پردہ اٹھایا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ﴿۸﴾

سب چیزوں کو جو زمین پر ہیں، (ایک دن بالکل نابود کر کے اُس کو) ایک چٹیل میدان بنا دینے والے ہیں۔ ۶-۸

’’...فرمایا کہ یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ اِس میں ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ کون اپنی عقل و تمیز سے کام لے کر آخرت کا طالب بنتا ہے اور کون اپنی خواہشوں کے پیچھے لگ کر اِسی دنیا کا پرستار بن کر رہ جاتا ہے۔ اِس امتحان کے تقاضے سے ہم نے اِس دنیا کے چہرے پر حسن و زیبائی کا ایک پرفریب غازہ مل دیا ہے۔ اِس کے مال و اولاد، اِس کے کھیتوں کھلیانوں، اِس کے باغوں اور چمنوں، اِس کی کاروں اور کوٹھیوں، اِس کے محلوں اور ایوانوں، اِس کی صدارتوں اور وزارتوں میں بڑی کشش اور دل فریبی ہے۔ اِس کی لذتیں نقد اور عاجل اور اِس کی تلخیاں پس پردہ ہیں۔ اِس کے مقابل میں آخرت کی تمام کامرانیاں نسیہ ہیں اور اِس کے طالبوں کو اِس کی خاطر بے شمار جان کاہ مصیبتیں نقد نقد اِسی دنیا میں جھیلنی پڑتی ہیں۔ یہ امتحان ایک سخت امتحان ہے۔ اِس میں پورا اترنا ہر بوالہوس کا کام نہیں ہے۔ اِس میں پورے وہی اتریں گے جن کی بصیرت اتنی گہری ہو کہ خواہ یہ دنیا اُن کے سامنے کتنی ہی عشوہ گری کرے، لیکن وہ اِس عجوزۂ ہزار داماد کو اِس کے ہر بھیس میں تاڑ جائیں اور کبھی اِس کے عشق میں پھنس کر آخرت کے ابدی انعام کو قربان کرنے پر تیار نہ ہوں۔ رہے وہ لوگ جنھوں نے اپنی عقل و دل کی آنکھیں اندھی کر لی ہیں اور اپنی خواہشوں کے پرستار بن کے رہ گئے ہیں، وہ اِس نقد کو آخرت کے نسیہ کے لیے قربان کرنے پر تیار نہیں ہو سکتے، اگرچہ اِس کے حق ہونے پر اِس کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ ہے۔‘‘ (تدبر قرآن ۴/۵۵۸)

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com